علمِ غیب کا ثبوت

53- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ

پیشاب (سے نہ بچنے) کے بارے میں وعید

70- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ، عَنْ طَاوُوسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. وَفِي البَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَسَنَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى مَنْصُورٌ هَذَا الحَدِيثَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ طَاوُوسٍ، وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ. وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا، يَقُولُ: الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑے معاملے میں عذاب نہیں ہو رہا، یہ (ان میں سے ایک) اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور یہ (ان میں سے دوسرا) چغل خوری کیا کرتا تھا۔

اس باب میں حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے (بھی) روایات ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ منصور نے اسے حضرت مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، اور اس میں "عن طاؤس" ذکر نہیں کیا۔

اعمش کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں) میں نے ابوبکر محمد بن ابان کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے وکیع کو فرماتے سنا کہ اعمش ابراہیم کی اسناد کے منصور سے زیادہ حافظ ہیں۔

علمِ غیب کا ثبوت

تخریج حدیث: 70صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله، 1/53، حدیث 216، دار طوق النجاة★ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الدلیل علی نجاسة البول ووجب الاستبراء منه، 1/240، حدیث 292، دار احیاء التراث العربی، بیروت★سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب الاستبراء من البول، 1/6، حدیث 20، المکتبة العصریه، بیروت★سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب التنزه من البول، 1/28، حدیث 31، المطبوعات الاسلامیه، حلب★سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، باب التشدید فی البول، 1/125، رقم 347، دار احیاء الکتب العربیة فیصل، عیسی البابی الحلبی

حدیث کی شرح اور فوائد:

(1) چغلی کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کا کلام دوسرے کے پاس فساد کروانے کے لیے نقل کرے۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص201، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ((لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ)) کو تین طرح روایت کیا گیا ہے (1) دو تاؤں کے ساتھ ((يَسْتَتِرُ)) (2) زاء اور ھاء کے ساتھ ((يَسْتَنْزِهُ)) (3) باء اور ہمزہ کے ساتھ ((يَسْتَبْرِئُ)) اور یہ تیسرا بخاری وغیرہ میں ہے اور یہ تمام صحیح ہیں اور ان سب کا معنی یہ ہے کہ وہ احتراز نہیں کرتا تھا۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص201، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمان: ((وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ)) (ان کو کسی بڑے معاملے میں عذاب نہیں ہو رہا) بخاری کی روایت میں یوں ہے: ((وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ)) (ان دونوں کو کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا حالانکہ وہ بڑا ہے، ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا) اس کو امام بخاری نے کتاب الادب باب النمیمة من الکبائر میں ذکر کیا ہے اور بخاری کی کتاب الوضوء میں اس طرح مروی ہے کہ ((وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ بَلْ إِنَّهُ كَبِيرٌ)) (ان دونوں کو کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا بلکہ یہ بڑا ہے) تو دو صحیح روایتیں ان الفاظ ''بے شک وہ بڑا ہے'' کے اضافہ کے ساتھ ثابت ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس فرمان ''ان دونوں کو کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا'' کی تاویل کرنا واجب ہے اور علماء نے اس کے متعلق دو تاویلیں ذکر کی ہیں: (۱) یہ ان کے گمان میں بڑے گناہ نہیں تھے۔ (۲) اس کا ترک ان دونوں پر کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ (۳) اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیسری تاویل بیان کی ہے کہ یہ اکبر الکبائر نہیں ہے۔ میں نے کہا: اس تاویل کے مطابق تو اس زجر و تحذیر سے مراد ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگ ہوں گے یعنی کوئی یہ وہم نہ کرے کہ عذاب صرف اکبر الکبائر کے ساتھ ہی ہوگا بلکہ ان

علمِ غیب کا ثبوت

کے علاوہ میں بھی عذاب ہوگا۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص201، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں: علامہ ابن بطال نے فرمایا: ان کو جس بات کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے وہ تمہارے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، ج3، ص118، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(4) ان دونوں گناہوں کے بڑے ہونے کا سبب یہ ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے نماز کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور نماز چھوڑنا بلاشبہ گناہ کبیرہ ہے اور چغلی کھانا اور لڑائی جھگڑے کی کوشش کرنا قبیح ترین امور میں سے ہے خصوصاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ((کَانَ یَمْشِی)) کہ اس کی مسلسل عادت کی عکاسی کر رہے ہیں۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص201، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(5) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو ٹہنیاں قبر پر رکھنا تو علماء نے فرمایا: یہ اس بات پر محمول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) ان کیلئے شفاعت کا سوال کیا تو ٹہنیوں کے سوکھنے تک ان کے عذاب میں تخفیف کے بارے میں آپ کی شفاعت قبول ہوگئی۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کے آخر میں دونوں قبر والوں کے بارے میں حضرت جابر کی لمبی حدیث ذکر کی ہے (اس میں ہے) میری شفاعت قبول کر لی گئی اس بارے میں کہ ان دونوں سے عذاب اٹھا لیا جائے جب تک کہ یہ دونوں ٹہنیاں سبز رہیں گی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مدت ان کیلئے دعا کرتے رہے ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ عذاب میں تخفیف اس وجہ سے ہوئی کہ جب تک وہ ٹہنیاں سبز رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی اور سوکھی ٹہنی تسبیح نہیں کرتی، اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {وَإِنْ مِّنْ شَیْءٍ إِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ} (ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے) میں کثیر مفسرین کا یہی مذہب ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے ہر زندہ چیز تسبیح کرتی ہے، پھر فرماتے ہیں: ہر چیز کی حیات اس کے اعتبار سے ہے۔ لکڑی کی حیات اس وقت تک ہے جب تک وہ خشک نہ ہو اور پتھر جب تک کہ اس کو اکھاڑ نہ لیا جائے۔ اور محققین مفسرین وغیرہ اس طرف گئے ہیں یہ اپنے عموم پر ہے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ تمام حقیقتاً تسبیح کرتے ہیں یا اس میں صانع کے وجود پر دلالت ہے تو یہ اپنی صورت حال سے تسبیح کرنے والی ہیں، محققین کا یہ موقف ہے کہ تمام چیزیں حقیقتاً تسبیح کرتی ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بعض پتھر وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور جب عقل ہو تو ان میں تمیز کا ہونا محال نہیں ہے اور اس پر نص بھی وارد ہے لہٰذا اسی کی طرف رجوع واجب ہے۔

علمِ غیب کا ثبوت

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص202،201، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(6) اس حدیث کی وجہ سے علماء نے قبر کے پاس قرآن پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب سبز ٹہنی کی تسبیح سے تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن کی تلاوت سے بدرجہ اولیٰ تخفیف ہوگی۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص202، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(7) اس حدیث پاک میں اس بات کا بیان ہے کہ عذاب قبر حق ہے، اس پر ایمان لانا اور اس کو تسلیم کرنا واجب ہے۔ اہل سنت و جماعت اسی پر ہیں البتہ معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، ج3، ص118، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے اور یہی اہل حق کا مذہب ہے معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص202، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(8) اور اس میں پیشاب کے نجس ہونے کا بھی بیان ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور اس میں چغلی کی حرمت کی سختی کا بھی بیان ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، ج3، ص202، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قبر پر تر شاخیں اور پھول وغیرہ ڈالنا:

احناف کا مؤقف:

علامہ احمد طحطاوی حنفی فرماتے ہیں:

علماء نے فرمایا: سبز گھاس کو بغیر حاجت کے کاٹنا مطلقاً اچھا نہیں ہے اگرچہ قبرستان کے علاوہ کسی جگہ پر ہو۔ امام قاضی خان نے شرح میں اس کا افادہ فرمایا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنی کے دو ٹکڑے کئے اور آدھی آدھی ہر قبر پر رکھی، اور وہ دو قبریں ایسی تھیں جن میں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا اور ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ ان دونوں کے عذاب میں کمی ہو جائے گی جب تک کہ یہ خشک نہ ہو جائیں یعنی اس لئے کہ یہ دونوں جب تک سبز رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی اور اس سے رحمت نازل ہوتی رہے گی اور جرید کا معنی کسی بھی درخت کی وہ ٹہنی جو سرسبز ہو اور اس سے مستفاد ہوا کہ خشک ٹہنی تسبیح نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: {وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ} (اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ

علمِ غیب کا ثبوت

بولے) سے ہر زندہ چیز مراد ہے، اور ہر چیز کی حیات اس کے حساب سے ہے، پس لکڑی وغیرہ کی حیات اس وقت تک ہے جب تک وہ خشک نہ ہو اور پتھر جب تک کہ اس کو اس کے معدن سے ہٹا نہ دیا جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کثیر مفسرین کا یہی قول ہے۔ اور محققین نے "ہر چیز" سے عموم مراد لیا ہے کیونکہ عقل اس کو محال نہیں سمجھتی۔ اور ممکن ہے کہ اول کی تسبیح بولنے سے ہو اور ثانی کی تسبیح زبانِ حال سے ہو یعنی اس اعتبار سے کہ وہ پیدا کرنے والے جل شانہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ بخاری وغیرہ کی شروحات میں ہے اور شرح مشکوۃ میں ہے اور تحقیق ہمارے متاخرین علماء میں سے بعض ائمہ نے فتوی دیا ہے کہ **جو پھول اور ٹہنی رکھنے کا عرف ہے وہ اس حدیث کی بناء پر سنت ہے** اور جب ٹہنی کی تسبیح سے میت کے عذاب میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن مجید کی تلاوت کی برکت تو اس سے بڑھ کر ہے۔

(طحطاوی علی المراقی، فصل فی زیارۃ القبور، ج 1، ص 624، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ امین شامی حنفی فرماتے ہیں:

قبرستان سے سبز جڑی بوٹیوں اور گھاس کو کاٹنا بھی مکروہ ہے، خشک کو کاٹنا مکروہ نہیں ہے جیسا کہ **بحر**، **درر**، اور **شرح منیہ** میں ہے اور **امداد** میں اس کی علت یہ بیان کی کہ جب تک وہ سبز رہیں گی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہیں گی جس سے میت مانوس ہوتی رہے گی اور اس کے ذکر کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی رہے گی، اھ۔ اور **خانیہ** میں بھی اسی کی مثل ہے، میں کہتا ہوں اور اس کی دلیل وہ ہے جو حدیث میں آیا کہ حضور جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبز ٹہنی کو دو حصوں میں تقسیم فرما کر ایسی دو قبروں پر رکھا جن کو عذاب دیا جا رہا تھا، اور آپ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں، یعنی ان ٹہنیوں کی تسبیح کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی کیونکہ یہ خشک کی تسبیح سے زیادہ کامل ہے اس لئے کہ سرسبز ہونے میں ایک قسم کی حیات ہے، اسی بناء پر اس کو کاٹنا مکروہ ہے اگرچہ وہ خود بخود اُگی ہو اور کسی کی ملکیت میں نہ ہو کیونکہ اس میں حقِ میت کو ضائع کرنا ہے۔ اور ماقبل جزئیہ اور اس حدیث پاک سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے یہ (سرسبز ٹہنی وغیرہ) رکھنا مستحب ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں جو عرف ہے کہ درخت آس کی ٹہنیاں رکھتے ہیں وہ اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ شوافع میں سے ایک جماعت نے اس کی صراحت بھی کی ہے اور یہ اس سے اولیٰ ہے جو مالکیہ نے کہا کہ قبروں سے عذاب میں تخفیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کے برکت سے ہوئی تھی یا آپ کی دعا سے ہوئی تھی لہٰذا اس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور تحقیق امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بے شک بریدہ بن

علمِ غیب کا ثبوت

حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دوٹہنیاں لگائی جائیں، واللہ اعلم۔

(ردالمحتار، قطع النبات والرطب والحشیش الخ، ج2، ص245، دار الفکر، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

پھولوں کا قبور پر رکھنا حسن ہے۔

(فتاوی ھندیه، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر، ج5، ص351، دار الفکر، بیروت)

شوافع کا مؤقف:

علامہ یحیی بن شرف النووی شافعی فرماتے ہیں:

علماء نے اس حدیث کی بناء پر قبر کے پاس تلاوت قرآن کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب ٹہنی کی تسبیح سے تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن سے بدرجہ اولی ہوگی واللہ اعلم۔ اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دوٹہنیاں لگائی جائیں تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مثل فعل سے تبرک حاصل کیا۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسۃ البول الخ، ج3، ص202، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں:

حدیث پاک کی عبارت میں اس بات پر قطعی دلالت نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ ٹہنی خود اپنے دست اقدس سے لگائی تھی بلکہ اس میں احتمال ہے کہ آپ نے اس کا حکم دیا ہو اور صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کی پیروی کی پس آپ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دوٹہنیاں لگائی جائیں جیسا کہ عنقریب اسی کتاب کے جنائز میں آتا ہے اور کسی اور کی نسبت ان کی اتباع کرنا اولی ہے۔ (فتح الباری، ج1، ص320، دار المعرفه، بیروت)

حنابلہ کا مؤقف:

علامہ منصور بھوتی حنبلی (متوفی 1051ھ) فرماتے ہیں:

زائر قبر کیلئے ایسا کام کرنا مسنون ہے جس سے میت کے عذاب میں تخفیف ہو اگرچہ وہ حدیث پاک کی بناء پر قبر پر سبز ٹہنی رکھنا ہی ہو اور اس کی حضرت بریدہ نے وصیت بھی کی جسے امام بخاری نے ذکر کیا ہے اور اگرچہ قبر کے پاس ذکر یا تلاوت

علمِ غیب کا ثبوت

قرآن کرنا ہی ہو کیونکہ جب ٹہنی کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف کی امید ہے تو (یہ امید) تلاوت قرآن سے بدرجہ اولی ہے۔
(شرح منتهى الارادات، فصل فی زيارة قبر مسلم، ج1، ص385، عالم الکتب)

مالکیہ کا موقف:

علامہ دشتانی ابی مالکی فرماتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے بیان کیا ہے کہ بعض شہروں میں یہ عرف ہے کہ قبروں پر کھجور کے پتے بچھاتے ہیں، شاید ان کا یہ عمل اس حدیث کی بنا پر ہے۔ (اکمال المعلم، ج2، ص73، دار الکتب العربی، بیروت)

علامہ خطابی کا موقف اور اس کا رد:

علامہ ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی لکھتے ہیں:

قبر پر کھجور کی ٹہنیوں کے ٹکڑے رکھنا اور آپ کا فرمان کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں ان دونوں کے عذاب میں کمی کر دی جائی گی تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر اور آپ کی "عذاب میں تخفیف کی" دعا سے برکت حاصل ہونے کی جہت سے ہے۔ اور گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنیوں کے سبز رہنے تک کو ان کے عذاب میں تخفیف کی مدت قرار دیا کیونکہ تخفیف عذاب کا مسئلہ اسی کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ اور یہ تخفیف اس وجہ سے نہ تھی کہ ان ٹہنی میں کوئی ایسی بات ہے جو خشک میں نہیں ہے اور عوام بہت سارے شہروں میں اپنے مردوں کی قبروں میں کھجور کے پتے بچھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسی پر عمل کر رہے ہیں حالانکہ جو وہ کرتے ہیں اس میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

(معالم السنن، ومن باب الاستبراء الخ، ج1، ص19، المطبعة العلمیه، حلب)

جمہور فقہاء و محدثین نے اس حدیث پاک کے عموم اور بعد میں صحابہ کرام کے عمل سے استدلال کرتے ہوئے قبر پر سرسبز ٹہنیاں اور پھول وغیرہ رکھنے کو مستحسن قرار دیا ہے، جیسا کہ ماقبل میں مذاہب اربعہ کی عبارات سے واضح ہے، مزید کچھ دلائل اور علامہ خطابی کے رد میں موجود علماء کی کچھ عبارات درج ذیل ہیں:

صحیح بخاری میں ہے: ((أَوْصَى بُرَيْدَةُ الأَسْلَمِيُّ: أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَانِ)) ترجمہ: حضرت بریدہ اسلمی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنیاں رکھی جائیں۔

(صحیح بخاری، باب الجریدة علی القبر، ج2، ص95، دار طوق النجاة)

علمِ غیب کا ثبوت

حضرت قتادہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: "أن أبا برزة الأسلمي رضي الله عنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على قبر وصاحبه يعذب فأخذ جريدة فغرسها في القبر وقال عسى أن يرفه عنه ما دامت رطبة وكان أبو برزة يوصي إذا مت فضعوا في قبري معي جريدتين قال فمات في مفازة بين كرمان وقومس فقالوا كان يوصينا أن نضع في قبره جريدتين وهذا موضع لا نصيبهما فيه فبينما هم كذلك إذ طلع عليهم ركب من قبل سجستان فأصابوا معهم سعفا فأخذوا منه جريدتين فوضعوهما معه في قبره" ترجمہ: ابو برزہ اسلمی حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جبکہ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک ٹہنی پکڑی اور قبر پر لگا دی اور فرمایا جب تک یہ سرسبز رہے گی اس قبر والے سے نرمی کی جائے گی۔ اور ابو برزہ وصیت کیا کرتے تھے کہ جب میں انتقال کروں تو میری قبر میں دو ٹہنیاں رکھنا، (راوی کہتے ہیں) آپ کا وصال کرمان اور قومس کے درمیان ایک صحرا میں ہوا تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں وصیت کیا کرتے تھے کہ ہم ان کی قبر میں دو ٹہنیاں رکھیں اور یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں تو ہمیں ٹہنیاں نہیں مل سکتیں پس اسی دوران اچانک سجستان کی جانب سے سواروں کا ایک دستہ ظاہر ہوا تو لوگوں نے ان کے پاس کھجور کی ٹہنیاں پائیں تو اس سے دو ٹہنیاں لیں اور ان کو ان کے ساتھ ان کی قبر میں رکھا۔ (شرح الصدور، ج 1، ص 305، دار المعرفه، بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی علامہ خطابی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور حدیث پاک کی عبارت میں اس بات پر قطعی دلالت نہیں کہ آپ نے وہ ٹہنی خود اپنے دست اقدس سے لگائی تھی بلکہ اس میں احتمال ہے کہ آپ نے اس کا حکم دیا ہو اور تحقیق صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب نے اس کی پیروی کی پس آپ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنیاں لگائی جائیں جیسا کہ عنقریب اسی کتاب کے جنائز میں آتا ہے اور کسی اور کی نسبت ان کی اتباع کرنا اولیٰ ہے۔ (فتح الباری، ج 1، ص 320، دار المعرفه، بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی مزید فرماتے ہیں:

گویا کہ حضرت بریدہ نے حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کو ان دو آدمیوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھا۔ (فتح الباری، قوله باب الجريده على القبر، ج 3، ص 223، دار المعرفه، بیروت)

علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علمِ غیب کا ثبوت

علامہ خطابی کا انکار اور ان کا یہ قول کہ "اس کی کوئی اصل نہیں ہے" اس میں واضح بحث ہے کیونکہ یہ حدیث اس کی اصل بننے کی صلاحیت رکھتی ہے پھر میں نے علامہ ابن حجر کو دیکھا کہ انہوں نے اس کی صراحت کی ہے اور فرمایا: ان کا قول "اس کی کوئی اصل نہیں" ممنوع ہے، بلکہ یہ حدیث اس کی اصل اصیل ہے اور اسی وجہ سے ہمارے متاخرین علماء میں سے بعض ائمہ نے فتوی دیا ہے کہ جو پھول اور ٹہنی رکھنے کا عرف ہے وہ اس حدیث کی وجہ سے سنت ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب آداب الخلاء، ج 1، ص 375، دار الفکر، بیروت)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں:

علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ بات کہ "جب تک یہ دونوں سبز رہیں گی عذاب کو روکتی رہیں گی" اس کی حکمت معلوم نہیں جیسا کہ ہمیں عذاب کے فرشتوں کی تعداد معلوم نہیں اور خطابی اور ان کے متبعین نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے قبر میں ٹہنی وغیرہ رکھنے سے منع کیا اور علامہ طرطوشی نے اس کے منع کی علت یوں بیان کی کہ یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت کے ساتھ خاص ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس انداز کلام سے یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتی کہ آپ نے خود اپنے دست مبارک سے ٹہنی رکھی تھی بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے اس کا حکم دیا ہو، اور صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب نے اس کی پیروی کرتے ہوئے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنیاں لگائی جائیں اور غیر کی بہ نسبت صحابی کی اتباع اولی ہے، اھ۔ میں نے کہا: حضرت بریدہ کا اثر طبقات ابن سعد میں مذکور ہے اور میں نے اس کو اپنی کتاب **شرح الصدور** میں حضرت ابو برزہ اسلمی سے منقول ایک دوسرے اثر کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ اثر **تاریخ ابن عساکر** میں مروی ہے اور تحقیق امام نووی نے امام خطابی کے انکار کا رد کیا ہے اور کہا کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔

(حاشية السيوطی علی سنن النسائی، کتاب الطهارة، ج 1، ص 30، مکتب المطبوعات الاسلاميه، حلب)

علامہ یحیی بن شرف النووی شافعی فرماتے ہیں:

علماء نے اس حدیث کی بناء پر قبر کے نزدیک تلاوت قرآن کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب ٹہنی کی تسبیح سے تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن سے بدرجہ اولی ہوگی، واللہ اعلم۔ اور تحقیق امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنیاں لگائی جائیں تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی مثل فعل سے تبرک حاصل کیا۔ اور علامہ خطابی نے اس عمل سے منع کیا ہے جو لوگ اس حدیث کی بناء پر خواص وعوام کی قبروں پر کرتے ہیں اور کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ علامہ خطابی کے اس قول کی کوئی

علمِ غیب کا ثبوت

وجہ نہیں، واللہ اعلم۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی نجاسۃ البول الخ، ج3، ص202، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

گناہ کبیرہ کی تعریف:

تفسیر خازن میں ہے:

(1) حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: ہر وہ گناہ جس کا انجام اللہ تعالی نے جہنم، غضب، لعنت یا عذاب فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے۔

(2) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کبیرہ گناہ وہ ہیں جو تیرے اور بندوں کے درمیان ظلم مظالم ہیں اور صغیرہ گناہ وہ ہیں جو تیرے اور اللہ تعالی کے درمیان ہیں کیونکہ اللہ تعالی کریم ہے بخش دے گا اور عفو فرمائے گا، اور انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا: اے امت محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)! بے شک اللہ تعالی نے تم سب مومنین ومومنات کو معاف فرما دیا ہے، ایک دوسرے کے ظلم معاف کردو اور میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(3) مالک بن مغول نے کہا: کبائر بدعتی کے گناہ ہیں اور سیئات اہل سنت کے گناہ ہیں۔

(4) کہا گیا ہے کہ کبائر جان بوجھ کر کئے ہوئے گناہ اور سیئات غلطی سے یا بھول کر ہونے والے گناہ ہیں اور وہ جس پر لوگوں کو مجبور کیا گیا ہو اور وہ دل کے گمان اس امت سے اٹھا لئے گئے ہیں۔

(5) سدی نے کہا: کبائر وہ گناہ ہیں جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے اور سیئات ان گناہوں کے مقدمات وتوابع ہیں جن میں نیک وبد سب واقع ہو جاتے ہیں جیسے دیکھنا، چھونا، بوسہ وغیرہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن آدم پر زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو لامحالہ پانے والا ہے۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے، یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ کبیرہ گناہ شرک اور شرک کی طرف لے جانے والے امور ہیں، اور جو اس سے کم ہیں وہ سیئات ہیں تو اس تمام گزشتہ دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ گناہوں میں سے بعض صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ، جمہور سلف وخلف کا یہی

علمِ غیب کا ثبوت

مذہب ہے۔ (تفسیر خازن،سورۃالنساء،ج1،ص367،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

گناہ کبیرہ کون سے اور کتنے ہیں؟

تفسیر خازن میں ہے:

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے تو آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں سے زیادہ بڑے) گناہوں کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، خبردار جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی بات کہنا۔ اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور اس بات کو لگاتار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ سکوت فرمالیں۔ اس کو امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں ذکر کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لئے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا اور فرمایا کہ میں تمہیں اکبر الکبائر کی خبر نہ دوں؟ جھوٹی بات فرمایا یا جھوٹی گواہی دینا فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو! عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون سی چیزیں ہیں؟ ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اس جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ، یتیم کا مال کھانا، زنا، لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا، بے خبر پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: بے شک یہ تو بہت بڑا ہے، پھر اس کے بعد کونسا؟ ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو اس خوف سے قتل کردینا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا: اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم۔

علمِ غیب کا ثبوت

انہی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس نے عرض کیا: پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا: یمین غموس۔ میں نے کہا: یمین غموس کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ قسم جس کے ساتھ کوئی شخص مسلمان کا مال مارے جب کہ اس قسم میں جھوٹا ہو۔

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ہے کسی شخص کا اپنے والدین کو گالی دینا، صحابہ کرام نے عرض کی: کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں، (وہ اس طرح کہ) ایک شخص کسی دوسرے کے والد یا والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے والد یا والدہ کو گالی دے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اکبرالکبائر یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے اور پھر مکمل حدیث ماقبل کی طرح بیان کی۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اکبرالکبائر یہ ہیں: اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا، اللہ تعالی کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا۔

اور حضرت سعید بن جبیر کے پاس ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے کبیرہ گناہوں کے بارے پوچھا: کیا وہ سات ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ سات سو کے قریب ہیں، اور ایک روایت میں ہے ستر کے قریب ہیں مگر یہ کہ مغفرت طلب کرنے سے کوئی کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ نہیں رہتا اور فرمایا: ہر وہ چیز جس کے ساتھ اللہ تعالی کی نافرمانی کی جائے وہ کبیرہ ہے پس جو کوئی ایسا کوئی کام کرے تو وہ اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرے۔

(تفسیر خازن، سورۃ النساء، ج1، ص367، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تلاوت کا ایصالِ ثواب:

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا کہ اس میں قبروں کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کے مستحب ہونے پر دلیل ہے کیونکہ جب ایک درخت کی تسبیح سے میت کے عذاب میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن عظیم کی تلاوت سے تو اس سے بھی بڑھ کر امید و برکت ہوسکتی ہے۔ میں نے کہا اس مسئلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد رضی اللہ تعالی عنہما کا موقف یہ ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

علمِ غیب کا ثبوت

حضرت ابوبکر نجار نے **کتاب السنن** میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان سے گزرے تو ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو ایصال کردے تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر دیا جائے گا۔

اور ان کی سنن میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہوا اور سورۃ یٰسین کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس دن مردوں سے عذاب اٹھا دیتا ہے

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی، اس کے پاس سورۃ یٰسین پڑھی تو اس کی بخشش کردی جائے گی۔

اور حضرت ابو حفص بن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک مرتبہ یہ کہا: ((اَلْحمد للہ رب الْعَالمین رب السَّمَوَات، وَرب الأَرْض رب الْعَالمین، وَله الْكِبْرِيَاء فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض، وَہو الْعَزِيز الْحَكِيم، للہ الْحَمد رب السَّمَوَات وَرب الأَرْض رب الْعَالمین، وَله العظمة فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض وَہو الْعَزِيز الْحَكِيم ہو الْملك رب السَّمَوَات وَرب الأَرْض وَرب الْعَالمین، وَله النُّور فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض وَہو الْعَزِيز الْحَكِيم)) ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ، آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب، تمام جہانوں کا رب ہے۔ آسمانوں و زمین میں اسی کیلئے بڑائی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے، اللہ ہی کیلئے حمد ہے، آسمانوں کا رب، زمین کا رب اور تمام جہانوں کا رب ہے اور آسمانوں و زمین میں اسی کیلئے عظمت ہے اور وہ غالب، حکمت والا ہے وہی مالک ہے، آسمانوں کا رب، زمین کا رب اور تمام جہانوں کا رب ہے اور آسمانوں و زمین میں اسی کا نور ہے اور وہی غالب، حکمت والا ہے۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا دے تو اس پر اس کے والدین کا جو بھی حق تھا اس نے وہ ادا کردیا۔

اور امام نووی نے فرمایا: امام شافعی اور ایک جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ۔اور مذکورہ احادیث ان کے خلاف دلیل ہیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج3، ص118، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علمِ غیب کا ثبوت

تلاوت کے علاوہ کا ایصالِ ثواب:

علامہ عینی مزید فرماتے ہیں:

مگر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ بے شک دعا اموات کو پہنچتی ہے اور ان کو اس کا ثواب ملتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَالَّذِینَ جَاءُوا من بعدهمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لنا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذین سبقُونَا بالایمان} ترجمہ: اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہم سے پہلے گزرے ہوئے ہمارے مومنین بھائیوں کو بخش دے۔

(پ28، سورۃ الحشر:59)

اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں اور اس کے ثبوت میں احادیث مشہورہ ہیں جن میں سے کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے۔

ابوبکر النجار نے **کتاب السنن** میں حضرت عمرو بن شعیب سے روایت بیان کی ہے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ سو اونٹ ذبح کرے گا اور ہشام بن عاص نے اس کے حصہ کے پچاس ذبح کر دیئے تو کیا یہ اس کی طرف سے کفایت کریں گے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا باپ اگر توحید کا اقرار کر لیتا پھر تو اس کی طرف سے روزہ رکھتا یا صدقہ کرتا یا آزاد کرتا تو یہ اس کو پہنچتا۔

امام دارقطنی نے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے والدین کے ساتھ ان کی وفات کے بعد کیسے بھلائی کر سکتا ہوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا بے شک مرنے کے بعد بھلائی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے بھی نماز پڑھے، اپنے روزہ کے ساتھ ان کیلئے بھی روزہ رکھے، اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے بھی صدقہ کرے۔

امام ابوالحسین بن فراء کی **کتاب القاضی** میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! جب ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ان کیلئے دعا کرتے ہیں تو یہ ان کو پہنچتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں۔ اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک اس طشت سے خوش ہوتا ہے جو اس کو ہدیہ کیا گیا ہو۔

علمِ غیب کا ثبوت

حضرت سعد سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میرے والد فوت ہو گئے ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے: بے شک حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حدیثِ صحیح میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج3، ص119، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اشکال اور اس کا جواب:

علامہ عینی مزید فرماتے ہیں:

اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى} ترجمہ: انسان کیلئے نہیں مگر وہ جو اس نے کوشش کی ، النجم: 39۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کے بارے علماء کے آٹھ مختلف اقوال ہیں:

(1) یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ} (اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی، الطور 21) سے منسوخ ہے۔ کہ ماں باپ کی نیکیوں کی وجہ سے ان کے مومن بچوں کو ان کے ساتھ جنت میں ملا دیا جائے گا، یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔

(2) یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی اقوام کے ساتھ خاص ہے جبکہ اس امت کے لیے وہ بھی ہے جس کی انہوں نے کوشش کی اور وہ بھی ہے جس کی ان کے غیر نے کوشش کی، یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔

(3) یہاں انسان سے مراد کافر ہے۔ یہ قول حضرت ربیع بن انس کا ہے۔

(4) انسان کے لیے نہیں ہے مگر جو اس نے کوشش کی، یہ بطور عدل ہے، بہر حال بطور فضل تو اللہ تعالیٰ اس میں جتنا چاہے اضافہ فرما دے، یہ حضرت حسین بن فضل کا قول ہے۔

علمِ غیب کا ثبوت

(5) ''ما سعیٰ (جو اس نے کوشش کی)'' کا معنی ہے جو اس نے نیت کی یعنی انسان کو صرف اس کی نیت کا اجر ملتا ہے، یہ حضرت ابوبکر وراق کا قول ہے۔

(6) کافر کیلئے کوئی خیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے دنیا میں جو اعمال کئے تو اس کو دنیا میں ہی ان کا ثواب مل جائے گا یہاں تک کہ آخرت میں اس کو کوئی حصہ نہیں ہوگا، اس کو ثعلبی نے ذکر کیا ہے۔

(7) اس آیت میں موجود ''لام'' علی کے معنی میں ہے، اب معنی یہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے اعمال کی سزا ملتی ہے۔

(8) انسان کو صرف اس کے عمل ہی کی جزاء ملتی ہے ہاں یہ بات جدا ہے کہ اسباب مختلف ہیں کبھی تو اس کی کوشش ہوتی ہے اس نفس شی کے حاصل کرنے میں اور کبھی اس شی کے اسباب کو حاصل کرنے میں اس کی کوشش ہوتی ہے جیسا کہ بچے کو قرآن سکھا دے جو اس کے لیے پڑھے، ایسے دوست کے حصول میں کوشش کرنا جو اس کیلئے دعاء مغفرت کرے، اور کبھی دین اور بندوں کی خدمت میں کوشش کرتا ہے، لہذا اس وجہ سے دیندار اس سے محبت کرتے ہیں تو یہ محبت اس دعا کے حصول کا سبب بنتی ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج3، ص911، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علم غیب کا ثبوت:

اس حدیث پاک میں اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے کیونکہ (1) قبر میں عذاب کا ہونا، (2) اس کا سبب، (3) شاخیں رکھنے سے اس میں تخفیف (4) اور وقت مخصوص تک تخفیف ہونا یہ سب علوم غیبیہ ہیں، جن کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بنا پر ہو رہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے عذاب میں تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی، اس حدیث میں اکٹھے چار علم غیب کی خبر ہے۔ (نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج1، ص675، فرید بک سٹال، لاھور)

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بتلا کر کہ ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے یہ ظاہر فرما دیا کہ

علمِ غیب کا ثبوت

اگرچہ میں بظاہر عالم دنیا میں رہتا ہوں لیکن عالمِ برزخ کے احوال بھی میری نظر سے اوجھل نہیں ہوتے، کیونکہ عذاب اور ثواب عالمِ برزخ میں ہوتا ہے، اور جب یہ فرمایا کہ ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا تو یہ ظاہر فرمادیا کہ میں صرف عذاب کو نہیں دیکھ رہا بلکہ میں ان کے سبب عذاب کو بھی جانتا ہوں یا یہ بتلادیا کہ میں صرف ان کے حال کو نہیں دیکھ رہا بلکہ ان کے ماضی اور حال دونوں سے باخبر ہوں اور جب شاخ کے ٹکڑے ان کی قبر پر رکھ دیئے اور فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی تو یہ ظاہر فرمادیا کہ میں صرف ان کے عذاب کو دیکھ ہی نہیں رہا بلکہ ان سے اس عذاب کو دور بھی کرسکتا ہوں نیز آپ نے یہ بتلادیا کہ اے میرے غلامو! اچھی طرح جان لو کہ جب میں تمہارے درمیان رہ کر عالم برزخ سے غافل نہیں رہتا تو عالمِ برزخ میں جاکر تمہارے احوال سے کیسے ناواقف ہوسکتا ہوں، اور جب تم میں رہ کر قبر والوں کی مدد کرتا ہوں تو خوب سمجھ لو میں قبر میں جاکر تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رابطہ ایک عالم میں رہتے ہوئے دوسرے عالم سے منقطع نہیں ہوتا، جب عالم نیند میں ہوں تو بیداری سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا اور جب عالمِ دنیا میں ہوں تو برزخ سے تعلق نہیں ٹوٹتا اور جب برزخ میں ہوں تو دنیا سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا، بندوں میں رہ کر مولیٰ کو نہیں بھولے اور شبِ معراج مولیٰ کے پاس جاکر بندوں کو نہیں بھولے۔

علمِ غیب پر تفصیلی دلائل

قرآن وحدیث اور اقوالِ ائمہ وعلماء سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کثیر علم غیب عطا فرمایا ہے، تفصیل دیکھنی ہو تو امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسائل (1) خالص الاعتقاد (2) انباء المصطفیٰ (3) ازاحۃ العیب (4) الدولۃ المکیہ وغیرہا اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''جاء الحق'' سے علمِ غیب کے باب کا مطالعہ کریں، کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

پسندیدہ رسولوں کو غیب:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ} ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ4، سورہ اٰل عمران، آیت179)

اور سورۃ جن میں ارشاد ہوتا ہے {عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ} ترجمہ: غیب کا

علمِ غیب کا ثبوت

جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (پ29، سورہ جن، آیت26)

پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیبوں پر مطلع فرماتا ہے اور کوئی مسلمان اس بات میں شک نہیں کر سکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور حبیب ہیں۔

سب کچھ سکھا دیا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا} ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ5، سورۃ النساء، آیت113)

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے "اَی مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ" ترجمہ: یعنی احکام اور غیب کی جو باتیں نہ جانتے تھے سب سکھا دیں۔ (تفسیر جلالین، ج1، ص122، دار الحدیث، القاھرہ)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے "آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمود، چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون" ترجمہ: یہ ما کان و ما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت113، ج1، ص192)

غیب بتانے میں بخیل نہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ} ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ30، سورۃ التکویر، آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے "اِنَّہٗ یَاْتِیْہِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یَبْخَلُ بِہٖ عَلَیْہِمْ بَلْ یُعَلِّمُکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِہٖ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس علم غیب آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمھیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، ج4، ص399، دار الکتب العلمیہ، بیروت * تفسیر بغوی، ج6، ص1006، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض)

علمِ غیب کا ثبوت

علمِ ماکان وما یکون:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے {خَلَقَ الْإِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ} ترجمۂ کنز الایمان: انسانیت کی جان محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو پیدا کیا، ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (سورۂ رحمن، آیت4،3)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں "أنه محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، علّمه بیان کل شیء ماکان ومایکون، قاله ابن کیسان" ترجمہ: اس آیت میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم ماکان وما یکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) ہر چیز کا بیان سکھادیا ہے، یہ قول ابن کیسان کا ہے۔

(تفسیر زاد المسیر، تحت آیتِ مذکورہ، ج4، ص206، دار الکتاب العربی، بیروت)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) میں اس کے تحت لکھا ہے واللفظ للبغوی "وَقَالَ ابن کیسان: (خَلَقَ الْإِنْسَانَ) یعنی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) یعنی بیان مَاكَانَ وَمَا يَكُونُ، لِأَنَّهُ كَانَ يُبَيِّنُ عَنِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ" ترجمہ: ابن کیسان کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اور بیان سے مراد علم ماکان وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، تحت مذکورہ آیات، ج4، ص225، دار الکتب العلمیه، بیروت * تفسیر معالم التنزیل، تحت مذکورہ آیات، ج6، ص916، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض)

یہ غیب کی خبریں ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے {ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ} ترجمۂ کنز الایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ (پ3، سورۂ عمران، آیت44)

علمِ غیب پر منافقین کا اعتراض:

کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے بتادیا کہ وہ کس جگہ پر ہے، تو منافقین آپس میں ہنسنے لگے کہ غیب کی خبریں دے رہے ہیں اور ہمارے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، {وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ o لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ

علمِ غیب کا ثبوت

کَفَرْتُم بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ} ترجمہ: اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پ10، سورۃ التوبۃ، آیت65،66)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے درمنثور میں نقل کیا "وَأخرج ابن أبی شیبۃ وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبی حَاتِم وَأَبُو الشَّیْخ عَن مُجَاہد فِی قَوْلہ {وَلَئِن سَأَلتہم لیَقُولن إِنَّمَا کُنَّا نَخُوض وَنَلْعَب} قَالَ: قَالَ رجل من الْمُنَافِقین یحدثنا مُحَمَّد: أَن نَاقَۃ فلَان بوادی کَذَا وَکَذَا فِی یَوْم کَذَا وَکَذَا وَمَا یدْریہ بِالْغَیْبِ" ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے شانِ نزول میں روایت کیا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں (کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: وہ فلاں جنگل میں ہے)۔ ایک منافق بولا: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہمیں بیان کرتے ہیں کہ فلاں کا ناقہ فلاں دن فلاں وادی میں ہے، محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) غیب کیا جانیں! اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ: اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔

(تفسیر درمنثور، سورۃ التوبہ، آیت65،66، ج4، ص230، دار الفکر، بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 311ھ) نے بھی اس آیت کے تحت ایسا ہی لکھا ہے۔

(تفسیر طبری، ج41، ص335، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ہر شے کا روشن بیان:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے {وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ} ترجمہ: اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۃ النحل، آیت89)

جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا؟ روشن بیان، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور ان موجودات میں کتابت لوحِ محفوظ بھی ہے، اور لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَکُلُّ صَغِیرٍ وَکَبِیرٍ مُّسْتَطَرٌ} ترجمہ: ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (سورۃ القمر، آیت53)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَلَا حَبَّۃٍ فِی ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا یَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِینٍ} ترجمہ:

علمِ غیب کا ثبوت

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

(سورۃ الانعام، آیت95)

جب قرآن مجید میں ہر چیز حتی کہ لوح محفوظ کے مکتوب کا بھی روشن بیان موجود ہے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر اتارا تو پتا چلا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام موجودات اور لوح محفوظ کے مندرجات کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دلیل دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں" تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ما کان وما یکون الی یوم القیمۃ، جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسماء وارض وعرش فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص488، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا:

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے {وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ} ترجمہ: اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ (سورۃ آل عمران، آیت49)

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو کہ سید الانبیاء ہیں ان کے علم کی شان کیا ہو گی۔ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) فرماتے ہیں "فَإِنْ قِيلَ فَإِنَّ عِيسَى كَانَ يُخْبِرُ بِالْغُيُوبِ، وَيُنَبِّئُ بِمَا يَأْكُلُونَ فِي بُيُوتِهِمْ وَبِمَا يَدَّخِرُونَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْبِرُ مِنْ ذَلِكَ بِأَعَاجِيبَ، لِأَنَّ عِيسَى كَانَ يُخْبِرُ بِمَا يَأْكُلُونَ مِنْ وَرَاءِ جِدَارٍ فِي مَبِيتِهِمْ وَتَصَرُّفِهِمْ فِي مَآكِلِهِمْ، ومحمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أخبر بِمَا كَانَ مِنْهُ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَأَكْثَرَ، كَإِخْبَارِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَاةِ النَّجَاشِيِّ، وَمَنِ اسْتُشْهِدَ فِي الْغَزَاةِ، زَيْدٌ، وَجَعْفَرٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، وَكَانَ يَأْتِيهِ السَّائِلُ يَسْأَلُهُ فَيَقُولُ: إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ عَمَّا جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْهُ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ" ترجمہ: اگر کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے تھے اور وہ کچھ بتا دیتے تھے جو لوگ گھروں میں کھا کر آتے تھے اور جو کچھ گھروں میں چھوڑ کر آتے تھے تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس سے بھی عجیب تر خبریں دی ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی بتاتے تھے کہ لوگ دیوار کے پیچھے کیا کھاتے اور چھوڑ کر آتے ہیں مگر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک ماہ یا اس سے بھی زائد مسافت پر

علمِ غیب کا ثبوت

واقع ہونے والے حوادث کی خبر دے دیتے تھے، جیسا کہ آپ نے نجاشی کے وصال، اور غزوۂ موتہ میں حضرت زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی، اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس سائل آتا کہ وہ سوال کرے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے فرماتے: اگر تم چاہو تو جو سوال کرنے تم آئے ہو میں تمہیں بتا دوں، وغیرہ وغیرہ۔
(دلائل النبوۃ لابی نعیم، القول فیما اوتی عیسی علیہ السلام، ج1، ص617، دار النفائس، بیروت)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک:

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ (صحیح بخاری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ {وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ}، ج4، ص106، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ" ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغاز پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خلاف عادت ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔
(فتح الباری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ {وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ....}، ج6، ص291، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 855ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَفِيهِ: دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنِ ابْتِدَائِهَا إِلَى انْتِهَائِهَا، وَفِي إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ أَمْر

علمِ غیب کا ثبوت

عَظِیمٌ من خوارق الْعَادة'' ترجمہ: یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اوران سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدۃ القاری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ {وَهُوَ الَّذِی يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ}، ج15، ص110، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں "وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: أَيْ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَبْدَأِ شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ إِلَى أَنِ انْتَهَى الْإِخْبَارُ عَنْ حَالِ الِاسْتِقْرَارِ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَيْسِيرُ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ" ترجمہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں ابتداءِ خلق سے یکے بعد دیگرے چیزوں کی خبریں دیتے گئے یہاں تک جنت اور جہنم میں ٹھہرنے تک سب کچھ بتادیا، اور یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مخلوقات کے جمیع احوال یعنی ابتداء وانتہا اور معاشرت کی خبریں ایک مجلس میں دیں، ایک مجلس میں خلاف عادت ان تمام چیزوں کو بیان کرنا عظیم معجزہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیھم السلام، ج9، ص3436، دار الفکر، بیروت)

ان عبارات سے پتا چلا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ قسطلانی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر محدثین کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ابتداءِ خلق سے لے کر دخولِ جنت ونار تک سب علم عطا فرمایا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے اپنے صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمایا ہے۔

علمِ ماکان ومایکون:

صحیح مسلم میں ہے: ((أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) ترجمہ: حضرت ابو زید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوکر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا

علمِ غیب کا ثبوت

وقت ہوگیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروبِ آفتاب تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علمِ ماکان وما یکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔ (صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج4، ص2217، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں:

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسندِ صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا)) ترجمہ: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔ (مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج5، ص153، المکتب الاسلامی، بیروت * المعجم الکبیر للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج2، ص155، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے "هذا تمثيل لبيان كل شيء تفصيلاً تارةً واجمالاً أخرى" ترجمہ: یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہر چیز بیان فرمادی، کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل و من ذلک ماالطلع، ج3، ص153، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات * شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن، الفصل الثالث، القسم الثانی، ج7، ص206، دار المعرفۃ، بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولا شك ان الله تعالى قد اطلعه على أزيد من ذلك والقى عليه علم الاولين والآخرين" ترجمہ: اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن، الفصل ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیب، ج3، ص560، المکتب الاسلامی، بیروت)

جو چاہو پوچھو:

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ

علمِ غیب کا ثبوت

فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے، جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہوگئے، پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے، ایک دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میرا والد کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، باب الغضب فی الموعظة والتعلیم، ج1، ص30، مطبوعہ دار طوق النجاة)

ہر چیز کا علم:

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ (سنن الترمذی، ج5، ص221، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "ہٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هٰذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، ج5، ص222، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

زمین و آسمان کا علم:

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ((فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ (سنن الترمذی، ج5، ص222، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

علمِ غیب کا ثبوت

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "پس دانستم ہرچہ در آسمانہا وہرچہ در زمین ہا بود عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں" ترجمہ: چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔ (اشعة اللمعات، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، ج1، ص333، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

مشرق ومغرب کا علم:

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ((فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔ (سنن الترمذی، ج5، ص222، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

کل کیا ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، فرمایا: انہوں بلاؤ، انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہوگئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

علمِ غیب کا ثبوت

وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرمادیا۔ (صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

دوسری روایت ہے((فَأَعْطَاهُ، فَفُتِحَ عَلَيْهِ))ترجمہ: حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔ (صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

کون کہاں مرے گا؟

سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی تھی، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے((فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے (راوی کہتے ہیں) اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں (فلاں کافر مریں گے)، راوی (یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: ان میں سے کوئی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا (یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہیں مرا)۔ (صحیح مسلم، باب غزوۂ بدر، ج3، ص1403، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وصال کب ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ))ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ کا وصال ہوا، ان کو سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ رونے لگیں، پھر بلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ اسی مرض میں ان کا وصال ہوجائے گا تو میں رونے لگی، پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے

علمِ غیب کا ثبوت

سرگوشی میں مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سے سب سے پہلی میں ہوں جو ان کے پیچھے دنیا سے جاؤں گی، تو میں ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص204، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

کون قتل کرے گا؟

حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے، نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا ((وَیْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ، یَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَیَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ: یَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ)) ترجمہ: وائے عمار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے: میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری، باب التعاون فی بناء المساجد، ج1، ص97، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

محدث شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں: ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے، دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے، تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے۔ یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں۔''

(مرآۃ المناجیح، کتاب الفضائل، باب فی المعجزات، ج8، ص179، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

تو ان میں سے ہے:

صحیح بخاری میں ہے ((قَالَ: عُمَیْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُولُ: أَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ أُمَّتِي یَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا فِیهِمْ؟ قَالَ: أَنْتِ فِیهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ أُمَّتِي یَغْزُونَ مَدِینَةَ قَیْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِیهِمْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا)) ترجمہ: حضرت عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا: میری امت میں پہلا لشکر جو سمندر کے راستے جہاد کرے گا، وہ (اپنے لیے جنت) واجب کرلے گا، ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں ان میں ہوں گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا، وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا میں ان میں ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

علمِ غیب کا ثبوت

(صحیح بخاری،کتاب الجهاد والسیر، باب ماقیل فی قتال الروم،ج4،ص42،مطبوعه دارطوق النجاة)

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں یہ کلمات بھی ہیں((فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ)) ترجمہ: حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں سمندر کے راستے جہاد میں گئیں، سمندر پار کر کے جب خشکی پر اتر کر چوپائے پر سوار ہوئیں تو اس سے گر کر وفات پا گئیں۔

(صحیح بخاری،کتاب الجهاد والسیر، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء،ج4،ص16،مطبوعه دارطوق النجاة)

ایک صدیق، دو شہید:

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ:اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدَانِ)) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احد پہاڑ پر چڑھے، ان کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی احد پہاڑ پر چڑھے، پہاڑ لرزنے لگا، تو نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن خطاب،ج5،ص11،مطبوعه دارطوق النجاة)

چلتا پھرتا شہید:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((أَنَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ)) ترجمہ: بے شک حضرت طلحہ نبی مکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس سے گزرے تو نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: یہ شہید ہے جو زمین پر چل رہا ہے۔ (ابن ماجه،فصل طلحه بن عبیدالله رضی الله تعالیٰ عنه،ج1،ص46،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت)

البانی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔

(ابن ماجه،فصل طلحه بن عبیدالله رضی الله تعالیٰ عنه،ج1،ص64،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت)

علمِ غیب کا ثبوت

جامع ترمذی میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ)) ترجمہ: جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

(جامع الترمذی، مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ، ج6، ص96، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

حبشہ کی خبر مدینہ میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے وصال کی خبر اسی دن دی جس دن ان کا انتقال ہوا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔

(صحیح مسلم، باب فی التکبیر علی الجنازہ، ج2، ص657، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تمہارے پاس قالین ہوں گے:

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟ قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الأَنْمَاطُ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ، فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا)) ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟ ارشاد فرمایا: یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ (حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اب واقعی وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارے گھر میں قالین ہیں) جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے: کیا نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس عنقریب قالین ہوں گے؟ اس پر میں اسے چھوڑ دیتا ہوں یعنی خاموش ہو جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص502، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

علمِ غیب کا ثبوت

جنت میں داخل ہونے والا آخری:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا، فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ: تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ المَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، وَكَانَ يَقُولُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)) ترجمہ: جہنم سے نکلنے والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنت میں آخری داخل ہونے والے کو میں اچھی طرح جانتا ہوں، ایک آدمی آگ سے گھسیٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ تعالی فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ (دوبارہ) وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ، جنت میں تمہارے لیے دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ حضور نے تبسم فرمایا حتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے، فرمایا کرتے کہ یہ جنت والوں میں سے ادنی درجہ کا ہوگا۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج8، ص117، مطبوعہ دار طوق النجاة)

مستقبل میں آنے والے بدمذہبوں کی نشانیاں:

صحیح بخاری میں ہے ((أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

علمِ غیب کا ثبوت

ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، وَهُوَ قِدْحُهُ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ)) ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کیجیے، حضور نے فرمایا: تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا ، اگر میں عدل و انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جائے ، اس کی اس گستاخی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماردوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے ، یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار (ہونے والے جانور) سے تیر نکل جاتا ہے ، اگر اس (تیر) کے پھل (یعنی نوکدار حصے) کو دیکھا جائے تو (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہیں پایا جائیگا ، پھر اس کی بندش کو دیکھا جائے تب بھی کچھ نہیں پایا جائیگا ، اور پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تب بھی (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہ پایا جائے ، اسی طرح اگر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس پر بھی کچھ نہیں ہوگا حالانکہ وہ لید اور خون سے گزرا ہے ، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا جب لوگوں میں اختلافات پیدا ہو جائینگے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ

علمِ غیب کا ثبوت

عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی ہے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو میں نے خود اس میں وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص200، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں اس شخص کی علامات ان الفاظ سے بیان فرمائیں ((فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الإِزَارِ)) ترجمہ: پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں تھیں اور گال ابھرے ہوئے تھے، پیشانی آگے کو ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی، سر منڈا اور شلوار چڑھی ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری، باب بعث علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج5، ص163، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

خوارج کا تعارف:

علماء فرماتے ہیں: یہ خارجی لوگ اولاً حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی تھے اور جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت میں اتنے بڑھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنفر ہو گئے، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے لئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا تو ان خارجی لوگوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ ان حضرات نے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا حکم بنایا، ذاتی و عطائی کا فرق مٹاتے ہوئے، صحابہ کو مشرک ٹھہرانے کے لئے یہ آیت پڑھتے تھے، {إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ} ترجمہ: حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی اس آیت سے منکر ہو گئے جس میں بندوں کو حکم بنانے کی اجازت دی گئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے، {وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا} ترجمہ: تو ایک پنچ (حکم) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

جس طرح آج بھی کچھ لوگ ذاتی و عطائی کا فرق کیے بغیر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن شریف کی بعض آیتیں پڑھتے ہیں اور بعض آیتوں سے انکار کر دیتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کے ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ آیت تو یاد رہتی ہے {فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ

علمِ غیب کا ثبوت

لِلّٰهِ} ترجمہ: تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے۔لیکن قرآن عظیم کی وہ آیت جس میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے وہ یاد نہیں رہتی {وَمَا هُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ} ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے: {عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُعَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًاإِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُول} ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ایسے لوگ اگر ذاتی وعطائی کا فرق مان لیتے تو ہرگز قرآن کی آیتوں کا انہیں انکار نہ کرنا پڑتا اور مسلمانوں کو مشرک کہنے سے محفوظ رہتے ،الحمدللہ اہلسنت وجماعت ذاتی وعطائی کا فرق مانتے ہوئے دونوں آیتوں پر ایمان لائے ،بے شک ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہیں اور اسکی عطا سے اسکے پسندیدہ رسولوں کو بھی علم غیب ہے۔

خوارج کی تعداد دس ہزار تھی اولاً عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کے درمیان تشریف لے گئے اور انہیں ذاتی وعطائی کا فرق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بے شک حقیقی حکم تو اللہ ہی ہے لیکن اس کی عطا سے اس کے بندے بھی حکم ہیں اور دلیل میں مذکورہ آیت {وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا} پیش فرمائی ،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سمجھانے پر پانچ ہزار خارجیوں نے توبہ کرلی باقی پانچ ہزار حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار سے مارے گئے ،حضرت مولا علی جب اس جہاد سے فارغ ہوئے تو خارجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں بظاہر یہ لوگ قرآن پڑھنے والے تھے ،حضرت علی نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے نکل جاتا ہے، (اور جن کے بارے میں فرمایا تھا) ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا ،اس شخص کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا ،تلاش بسیار کے بعد وہ لاش ملی جو کہ بہت سی لاشوں کے درمیان دبی ہوئی تھی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو کہ حضور انور نے ارشاد فرمائی تھی اس سے بڑھ کر رسول اللہ کے علم غیب کا ثبوت کیا ہوگا۔ (ملخصا ،مرآۃ المناجیح ،ج8،ص199 ،نعیمی کتب خانہ ،گجرات)

یہ نکلتے ہی رہیں گے:

سنن نسائی میں ہے ،حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علمِ غیب کا ثبوت

بِأُذُنِی، وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِی، أُتِیَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَی مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِی الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: وَاللهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِی رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّی، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّی يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ)) ترجمہ: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، اور اپنے دونوں کانوں سے یہ سنا ہے کہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت لایا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا، جو آپ کے دائیں تھے اور جو بائیں تھے انہیں دیا اور جو پیچھے تھے انہیں نہیں دیا چنانچہ پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا کہ اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا تھا اور اس کا سر منڈا ہوا تھا اور دو سفید چادریں اس پر تھیں اس کے اس گستاخانہ جملے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدید غضبناک ہوئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے بڑھ کر تم عادل نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

(سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سیفه ثم وضعه فی الناس، ج7، ص119، مکتب المطبوعات الاسلامیه، حلب)

نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا:

صحیح بخاری میں ہے ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی شَامِنَا، وَفِی يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِی نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی شَامِنَا وَفِی يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِی نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی کریم صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں

علمِ غیب کا ثبوت

برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ راوی کہتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الفتنة من قبل المشرق، ج2، ص33، مطبوعہ دار طوق النجاة)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "وبنجد یطلع قرن الشَّیطَان، أی: أمتہ وحزبہ" ترجمہ: نجد میں شیطان کا سینگ نکلے گا یعنی شیطانی گروہ اور شیطانی جماعت نکلے گی۔

(عمدة القاری، ج7، ص59، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صلح کروائے گا:

صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَی جَنْبِہِ، یَنْظُرُ إِلَی النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَیْہِ مَرَّةً، وَیَقُولُ: ابْنِی ہَذَا سَیِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰہَ أَنْ یُصْلِحَ بِہِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِینَ)) ترجمہ: میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو منبر پر فرماتے سنا اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی امام حسن کی طرف اور فرما رہے تھے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

(صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج5، ص26، مطبوعہ دار طوق النجاة)

اس صلح کا بیان ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں پیش آئی، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چالیس ہزار جانثار تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرتے ہوئے آپ کے حق میں سلطنت سے دستبرداری کر لی۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علم غیب جانتے ہیں وہاں یہ بات بھی پتا چلی کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔

علمِ غیب کا ثبوت

صحابہ کرام اور علمِ غیب:

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں "قد اشتھر وانتشر امرہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب" ترجمہ: بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو غیبوں کا علم ہے۔ (المواھب اللدنیة، المقصد الثامن، الفصل الثالث، ج3، ص125، المکتبة التوفیقیه، القاهرہ)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1122ھ) فرماتے ہیں "اصحابہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جازمون باطلاعہ علی الغیب" ترجمہ: صحابہ کرام کو یقین و جزم تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو غیب کا علم ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب الدنیة، الفصل الثالث، ج10، ص113، دار الکتب العلمیه، بیروت)

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 737ھ) "مدخل" میں لکھتے ہیں: "لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ أَعْنِی فِی مُشَاہَدَتِہٖ لِأُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِأَحْوَالِہِمْ وَنِیَّاتِہِمْ وَعَزَائِمِہِمْ وَخَوَاطِرِہِمْ، وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ فِیہِ" نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

(مدخل لابن حاج، فصل زیارۃ سید الاولین وآخرین، ج1، ص259، دار التراث، بیروت)

علامہ نیشا پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ) فرماتے ہیں "وَیَعْلَمُ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ما بین أیدیھم من أولیات الأمور قبل خلق الخلائق۔۔وما خلفھم من أحوال القیامة" ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے کے حالات جانتے ہیں اور بعد کے یعنی قیامت کے احوال بھی جانتے ہیں۔ (تفسیر نیشاپوری، سورہ بقرہ، آیت255، ج2، ص19، دار الکتب العلمیه، بیروت)

علمِ غیب کا ثبوت

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علم غیب:

مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اسم مبارک ''نبی'' کے بیان میں فرمایا ''النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھوالخبر ای ان اللّٰہ تعالٰی اطلعہ علی غیبہ'' ترجمہ: نبوت ماخوذ ہے نباء سے اور اس کا مطلب ہے خبر دینا یعنی حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

(المواھب اللدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الاول، ج، ص، ج1، ص468، المکتبۃ التوفیقیہ، القاھرہ)

امام ابن حجر مکی اور علامہ شامی:

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) ''**کتاب الاعلام**'' اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) ''**سل الحسام**'' میں فرماتے ہیں ''الخواص یجوزان یعلموا الغیب فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منھم واشتھر'' ترجمہ: جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشہور ہوا۔

(الاعلام بقواطع الاسلام، ص359، مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دارالشفقۃ، استنبول ترکی٭سل الحسام، رسالہ من رسائل ابن عابدین، ج2، ص311، سھیل اکیڈیمی، لاھور)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 808ھ) فرماتے ہیں ''وکتاب الجفر جلد کتب فیہ الإمام جعفر بن محمد الصادق لآل البیت کل ما یحتاجون الی علمہ وکل ما یکون الی یوم القیامۃ'' ترجمہ: جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔

(حیوۃ الحیوان الکبری، تحت لفظ الجفرۃ، ج1، ص283، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں ''علمہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حاوٍ لفنون العلم (الی ان قال) ومنھا علمہ بالامور الغیبیۃ'' ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علم حضور

علمِ غیب کا ثبوت

کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(الزبدة العمدة شرح البردة تحت شعر و واقفون لديه عند حدّهم، ص57، جمعية علماء، سكندريه خير پور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں "كون علمهما من علومه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطرا من سطور علمه ونهراً من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ترجمہ: لوح وقلم کا علم علومِ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع پر مشتمل ہے۔ کلیات، جزئیات، حقائق دقائق، عوارف اور معارف کہ ذات وصفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے، پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الزبدة العمدة فی شرح البردة، ص18، ناشر جمعية علماء سكندريه، خير پور سنده)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1031ھ) فرماتے ہیں "النُّفُوس القدسية إذا تجردت عَن العلائق البدنية اتَّصلت بالملأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فترى وتسمع الكل كالمشاهد" ترجمہ: پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، ملاءِ اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(التيسير شرح جامع صغير، حرف الحاء، ج1، ص502، مكتبة الامام الشافعي، رياض)

علامہ شہاب الدین خفاجی اور علمِ غیب:

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "ذكر العراقي في شرح المهذب انه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عرضت عليه الخلائق من لدن أدم عليه الصلوة والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلّهم كما علم أدم الاسماء" ترجمہ: امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(نسيم الرياض، الباب الثالث، فصل فيما ورد من ذكر مكانته، ج2، ص 208، مركز اهلسنت بركاتِ رضا، گجرات الهند)

علمِ غیب کا ثبوت

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ''مدحیہ ہمزیہ'' میں بارگاہ حضور میں عرض کرتے ہیں:

لك ذات العلوم من عالم الغیب
ومنها لآدم الاسماء

ترجمہ: عالم غیب سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نام۔

(مجموع المتون، متن قصیدۃ الھمزیہ الشئون الدینیۃ، ص 11، دولۃ قطر)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ''قصیدہ بردہ'' شریف میں عرض کرتے ہیں:

فانّ من جودك الدنیا وضرتها
ومن علومك علم اللّوح والقلم

ترجمہ: یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ اٰلک وصحبک وبارک وسلم۔''

(مجموع المتون، متن قصیدۃ البردۃ، ص 10، الشئون الدینیۃ، دولۃ قطر)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہر چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا اوان نفخہ اولیٰ بروے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منکشف ساختند تاہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم کرد و یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد'' ترجمہ: جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخہ اُولیٰ تک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر منکشف کردیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہو گئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتا دیئے۔

(مدارج النبوۃ، باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 144، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

نیز فرماتے ہیں ''{وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ} وو ے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دانا ست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء وافعال وآثار بجمیع علوم ظاہر و باطن اول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق {وَفَوْقَ كُلِّ

علمِ غیب کا ثبوت

ذِی عِلْمٍ عَلِیْمٌ }شدہ،علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا‘‘ ترجمہ: وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور سرور عالم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء وافعال وآثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر و باطن، اول وآخر کا احاطہ کرلیا اور {وَفَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْمٌ} (ترجمہ: ہر ذی علم سے بڑھ کر علم والا ہے) کا مصداق ہوگئے، ان پر اللہ کی بہترین رحمتیں اور اتم واکمل تحیات ہوں۔

(مدارج النبوۃ، مقدمۃ الکتاب، ج1، ص3,2، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

شاہ ولی اللہ صاحب **فیوض الحرمین** میں لکھتے ہیں ’’افاض علیّ من جنابہ المقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیفیۃ ترقی العبد من حیّزہ الی حیّز القدس فیتجلّی لہ حینئذٍ کل شیء کما اخبر عن ھذا المشھد فی قصۃ المعراج المنامی ‘‘ ترجمہ: مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ سے علم عطا ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقامِ مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہوجاتی ہے جیسا کہ قصہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس مقام سے خبر دی۔

(فیوض الحرمین، ص169، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

نیز اسی میں ہے ’’العارف ینجذب الی حیزّ الحق فیصیر عبد اللہ فتجلّی لہ کل شیء ‘‘ ترجمہ: عارف مقامِ حق تک کھنچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو وہ اللہ کا سچا بندہ ہوجاتا ہے پس ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

(فیوض الحرمین، مشھد قَدَم صدقٍ عند ربھم کی تفسیر، ص175، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب:

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’(فُرِضَ) سَنَۃَ تِسْعٍ وَإِنَّمَا أَخَّرَہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَشْرٍ لِعُذْرٍ مَعَ عِلْمِہِ بِبَقَاءِ حَیَاتِہِ لِیُکْمِلَ التَّبْلِیغَ ‘‘ ترجمہ: حج 9ھ میں فرض ہوا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے 10ھ تک کسی عذر سے مؤخر فرمایا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حیات مبارکہ کے باقی رہنے کا علم تھا تاکہ تبلیغ مکمل ہوجائے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحج، ج2، ص455، دار الفکر، بیروت)

امداد اللہ مہاجر مکی اور علمِ غیب:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں ’’لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف

علمِ غیب کا ثبوت

نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم حق ہے، آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوی کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص110)

اشرف علی تھانوی اور علمِ غیب:

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ''شریعت میں وارد ہوا کہ رسل واولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔''
(تکمیل الیقین، ص135، مطبوعہ ہندستان پرنٹنگ پریس)

قاسم نانوتوی اور علمِ غیب:

قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علمِ رسول میں مجتمع ہیں، اس طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔'' (تحذیر الناس، ص4)

علمِ غیب اور عقیدۂ اہل سنت

غیر خدا کے لیے علم ذاتی:

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج29، ص408، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔'' (فتاوی رضویہ، ج29، ص450، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''العلم الذاتی مختص بالمولی سبحنہ وتعالی لایمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشرک'' ترجمہ: علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔ (الدولۃ المکیہ، النظر الاول، ص6، مطبعہ اھل سنت، بریلی)

مطلقاً علم غیب کا انکار:

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ

علمِ غیب کا ثبوت

معنی کا انکار ہوا ور علی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اصلاً غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذات خود کفر ہے کہ آیاتِ قرآنیہ ونصوصِ قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوتِ حضور کا انکار کیا ہے۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد 29، صفحہ 242، رضا فاؤنڈیشن، مرکز الاولیائی، لاہور)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام اولین وآخرین وشرق وغرب وعرش وفرش وماتحت الثری وجملہ ماکان وما یکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اس کا بیان ہمارے رسالہ "انباء المصطفٰی" و "خالص الاعتقاد" و "الدولۃ المکیہ" وغیرہا میں ہے۔ جو کہے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے، امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں: "النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب" ترجمہ: نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد 29، صفحہ 283، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مخلوق میں سب سے زیادہ علم:

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حصہ تمام انبیاء وتمام جہان سے اتم واعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص451، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "(1) اللہ تعالیٰ عالم بالذات ہے، اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا (2) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا ہے (3) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے، حضرت آدم وخلیل علیہما السلام اور ملک الموت وشیطان بھی خلقت ہیں، یہ تین باتیں ضروریات دین میں سے ہیں، ان کا انکار کفر ہے۔" (جاء الحق، ص80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

کثیر علمِ غیب عطائی اور علم ماکان وما یکون کا انکار:

کثیر علم غیب عطائی کا منکر ہے تو گمراہ بددین ہے۔ اور جو کثیر علم غیب کا منکر نہ ہو صرف ماکان وما یکون میں اختلاف کرے اور ادب کے دائرے میں رہے تو وہ گمراہ ہے نہ بددین، صرف خطا پر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

علمِ غیب کا ثبوت

الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر علم غیب بعطائے الٰہی کثیر ووافر اشیاء وصفات واحکام وبرزخ ومعاد واشراط ساعت وگزشتہ وآئندہ کامنکر ہے تو صریح گمراہ بددین ومنکر قرآن عظیم واحادیث متواترہ ہے اوران میں ہزاروں غیب وہ ہیں جن کا علم حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو ماننا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقینا کافر، ہاں اگر تمام خباثتوں سے پاک ہو اور علم غیب کثیر ووافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف احاطہ جمیع ما کان وما یکون میں کلام کرے اوران میں ادب وحرمت ملحوظ رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف، جلد 06، صفحہ 541، رضا فاؤنڈیشن، مرکز الاولیائی، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا ہے، جو اس قسمِ دوم کا منکر ہے وہ گمراہ وبد مذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔''

(جاء الحق مع سعید الحق، ص 80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا علم:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بے شک حضرت عزت (عزت عظمتہ) نے اپنے حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض (زمین وآسمان کی بادشاہی) کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ما کان وما یکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس، جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للّٰہ الحمد کثیراً۔

بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وکرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز (ابھی تک) احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار دو ہزار بے حد وکنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ۔''
(فتاوی رضویہ، ج 29، ص 486، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''یہ شرق تا غرب، سماوات وارض، عرش تا فرش، ما کان وما یکون من اوّل یوم الیٰ آخر الایام سب کے ذرے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا وہ بالجملہ جملہ مکتوبات لوح ومکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ

علمِ غیب کا ثبوت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔۔۔اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

فانّ من جودك الدنيا وضرّتها
ومن علومك علم اللّوح والقلم

ترجمہ: یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان وما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ لک وصحبک وبارک وسلم۔"

(مجموع المتون، متن قصيدة البردة، ص10، الشئون الدينية، دولة قطر)

(فتاوی رضویہ، ج29، ص501، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اختلاف فی علوم غیبیہ:

جمہور علماء باطن اور ان کی اتباع میں کثیر علماء ظاہر کا عقیدہ یہی ہے کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمایا ہے اور لوح محفوظ میں مندرج تمام علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ آیات اور احادیث (جو ماقبل میں گزریں) کے عموم کا تقاضا ہے، علماء ظاہر کی ایک تعداد نے درج ذیل علوم میں اختلاف کیا ہے: (1) کسی نے متشابہات کے علم میں اختلاف کیا (2) کسی نے علوم خمسہ (قیامت کب ہوگی، بارش کب ہوگی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، کون کہاں مرے گا) کے ہر ہر واقعہ کے علم ہونے میں اختلاف کیا (3) کسی نے تعیینِ وقتِ قیامت کے علم میں اختلاف کیا۔

یہ علوم ایسے ہیں کہ ان کے انکار کرنے والے پر کفر، گمراہی یا فسق کا حکم نہیں لگے گا کہ یہ علوم علماء اہل سنت ہی میں مختلف فیہ ہیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔ بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص453، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علمِ غیب کا ثبوت

خالق اور مخلوق کے علم میں فرق:

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ

(1) علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی۔

(2) وہ واجب یہ ممکن۔

(3) وہ قدیم یہ حادث۔

(4) وہ نامخلوق یہ مخلوق۔

(5) وہ نامقدور یہ مقدور۔

(6) وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا۔

(7) وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل۔

ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون (پاگل) کو۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص500، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے اللہ تعالی کا جمیع علم ماننا کیسا؟

امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "فلو فرضنا ان زاعما یزعم باحاطة علومه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بجمیع المعلومات الالھیة فمع بطلان زعمه وخطا وھمه لم تکن فیه مساواة لعلم الله تعالی لما ذکرنا من الفروق الھائلة" ترجمہ: اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی ان بڑے فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے۔ (الدولة المكية بالمادة الغيبية، ص46، مكتبه رضويه، كراچی)

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہوسکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین وانبیاء ومرسلین وملائکہ ومقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت

علمِ غیب کا ثبوت

ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگر چہ عرش و فرش شرق و غرب و جملہ کائنات از روزِ اول تا روزِ آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص450، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عالم الغیب کا اطلاق:

مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یقیناً اللہ تعالیٰ نے کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے مگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو "عالم الغیب" کہنے سے علماء منع فرماتے ہیں کہ اس سے "علمِ ذاتی" متبادر ہوتا ہے اور علمِ ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ **فتاوی رضویہ** میں ہے "ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔۔۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قطعاً بے شمار غیوب و ما کان و ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز و جل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد (عز و جل) کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز و جل و محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص405، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا:

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "علم تھا لیکن کسی وقت ذہنِ اقدس سے اتر گیا، اس لیے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم کام میں مشغول تھا، ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا، بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے۔"

(الدولۃ المکیہ مترجم، ص110)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "امر اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص518، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علم اور غیب کا اکٹھا استعمال:

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے علماء نے علم اور غیب دونوں کا اکٹھا استعمال کیا ہے؟ مثلاً فلاں کو اللہ تعالیٰ

علمِ غیب کا ثبوت

نے علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔

جواب: جی ہاں! **تفسیر بیضاوی** اس آیتِ کریمہ {وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا} کے تحت ہے "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْماً مما یختص بنا ولا یعلم إلا بتوفیقنا وہو علم الغیوب" ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ **علمِ غیب** ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(تفسیر بیضاوی، سورۃ الکھف، آیت 65، ج 3، ص 287، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ) نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے (({قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا}، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علّم ذلک)) ترجمہ: حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر **علمِ غیب** جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(تفسیر الطبری، ج 18، ص 66، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر طبری ہی میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا: ((ولم تُحط من علم الغیب بما أعلم)) ترجمہ: جو **علم غیب** میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(تفسیر الطبری، ج 81، ص 67، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ) ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ 30، سورۃ التکویر، آیت 24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے "انّہٗ یأتیہ عِلْمُ الْغَیْبِ فلا یبخل بہ علیہم بَلْ یُعَلِّمُکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِہٖ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس **علم غیب** آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 399، دار الکتب العلمیہ، بیروت * تفسیر بغوی، ج 6، ص 1006، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف** میں **کتاب عقائد** تالیف حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں "وَنَعْتَقِدُ أَنَّ الْعَبْدَ يُنْقَلُ فِي الْأَحْوَالِ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى نَعْتِ الرُّوحَانِيَّةِ فَيَعْلَمَ الْغَيْبَ، وَتُطْوَى لَهُ الْأَرْضُ، وَيَمْشِي عَلَى الْمَاءِ" ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پاکر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے **علمِ غیب** حاصل ہوتا

علمِ غیب کا ثبوت

ہے، زمین کو اس کے لیے لپیٹ دیا جاتا ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ج1، ص62، دار الفکر، بیروت)

امام شعرانی کتاب **الیواقیت والجواہر** میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں "**للمجتہدین القدم الراسخ فی علوم الغیب**" ترجمہ: علوم غیبیہ میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

(الیواقیت والجواھر، البحث التاسع والاربعون، ج2، ص480، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علمِ غیب ذاتی اور عطائی کی تقسیم:

سوال: جن آیات، احادیث یا اقوال علماء میں علمِ غیب کے اثبات کی نفی کی گئی ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: اہل سنت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے عطائی اور غیر محیط علم مانتے ہیں، جس جگہ علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ذاتی اور محیط حقیقی (غیر محدود، غیر متناہی) علم ہے اور علم ذاتی اور محیط حقیقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جبکہ علمِ عطائی اور غیر محیط مخلوق کے لیے ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو دلائل کے ساتھ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔ علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی (واضح ہے)، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط حقیقی۔

تو آیات واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہا کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مبنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دُوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشا للہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا للہ علم غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق

علمِ غیب کا ثبوت

ایسا اخبث جنون گوارا کر سکتا ہے۔ ولکن النجدیۃ قوم لا یعقلون، ترجمہ: لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔

امام ابن حجر مکی **فتاوی حدیثیہ** میں فرماتے ہیں "وَمَا ذَکَرْنَاہُ فِی الْآیَۃِ صَرَّحَ بِہِ النَّوَوِیُّ رَحِمَہُ اللہُ فِی فَتَاوِیْہِ فَقَالَ مَعْنَاہَا لَا یَعْلَمُ ذٰلِکَ اسْتِقْلَالًا وَعِلْمَ إِحَاطَۃٍ بِکُلِّ المعلومات إِلَّا اللہُ" ترجمہ: ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوی میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔ (فتاوی حدیثیہ، مطلب فی حکم ما اذا قال فلان یعلم الغیب، ص228، مصطفی البابی، مصر)

نیز **شرح ہمزیہ** میں فرماتے ہیں "انہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ فلا ینافی ذلک اطلاع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فیھن خمس لا یعلمھن الا اللہ" ترجمہ: غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(افضل القراء لقراء ام القری، تحت شعر لک ذات العلوم، ص144-143، مجمع الثقافی، ابوظبی)

تفسیر کبیر میں ہے "وَلَا أَعْلَمُ الْغَیْبَ یَدُلُّ عَلَی اعْتِرَافِہِ بِأَنَّہُ غَیْرُ عَالِمٍ بِکُلِّ الْمَعْلُومَاتِ" یعنی آیت میں جو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ارشاد ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

امام قاضی عیاض **شفا شریف** اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی **شرح نسیم الریاض** میں فرماتے ہیں "(ہٰذِہِ الْمُعْجِزَۃُ) فی اطلاعہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علی الغیب (الْمَعْلُومَۃِ عَلَی الْقَطْعِ) بحیث لا یمکن انکارھا او التردد فیھا لاحد من العقلاء (لِکَثْرَۃِ رُوَاتِہَا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب) وھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ وَلَوْ کُنْتُ أَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ لہ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

علمِ غیب کا ثبوت

وَسَلَّمَ کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاللقاضی عیاض، ومن ذلک مااطلع علیہ من الغیوب، ج3، ص150، مرکز اھلسنت برکات رضا)

تفسیر نیشاپوری میں ہے "لا اعلم الغیب فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ" ترجمہ: آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذاتِ خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری)، ج6، ص110، مصطفی البابی، مصر)

تفسیر انموذج جلیل میں ہے "معناہ لا یعلم الغیب بلادلیل الا اللہ اوبلا تعلیم الا اللہ اوجمیع الغیب الا اللہ" ترجمہ: آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل وبلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

جامع الفصولین میں ہے "یجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون ویؤیدہ قولہ تعالی اتجعل فیھا من یفسد فیھا الآیۃ لانہ غیب اخبر بہ الملئکۃ ظنا منھم اوباعلام الحق فینبغی ان یکفر لوادعاہ مستقلا لا لواخبر بہ باعلام فی نومہ اویقظتہ بنوع من الکشف اذ لا منافاۃ بینہ وبین الآیۃ لما مر من التوفیق" ترجمہ: (یعنی فقہا نے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہوسکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذاتِ خود علم غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملنے کا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

(جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون، ج2، ص302، اسلامی کتب خانہ، کراچی)

ردالمحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے "لوادَّعی عِلْمَ الْغَیْبِ بِنَفْسِہٖ یَکْفُرُ" ترجمہ: اگر بذاتِ خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الجھاد، باب المرتد، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اسی میں ہے "قَالَ فِی التَّتَارخَانِیَّۃِ: وَفِی الْحُجَّۃِ ذُکِرَ فِی الْمُلْتَقَطِ أَنَّہُ لَا یَکْفُرُ لِأَنَّ الْأَشْیَاءَ تُعْرَضُ عَلَی رُوحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ الرُّسُلَ یَعْرِفُونَ بَعْضَ الْغَیْبِ قَالَ تَعَالَی {عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَی غَیْبِہٖ

علمِ غیب کا ثبوت

أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ} اھ قُلْت: بَلْ ذَكَرُوا فِي كُتُبِ الْعَقَائِدِ أَنَّ مِنْ جُمْلَةِ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ الِاطِّلَاعَ عَلَى بَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ وَرَدُّوا عَلَى الْمُعْتَزِلَةِ الْمُسْتَدِلِّينَ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى نَفْيِهَا ''ترجمہ: تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے، ملتقط میں فرمایا: جس نے اللہ ورسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روحِ مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، قبیل فصل فی المحرمات، ج3، ص297، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے ''لم ینف الا الدرایۃ من قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جھۃ الوحی'' ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری)، ج26، ص8، مصطفی البابی، مصر)

تفسیر جمل شرح جلالین وتفسیر خازن میں ہے ''المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالی علیہ'' ترجمہ: آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(تفسیر الجمل، ج3، ص851 * تفسیر الخازن، پارہ 7، سورۃ الاعراف، آیت 188، تحت قولہ {ولو کنت اعلم الغیب ...؛}، ج2، ص280، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر البیضاوی میں ہے ''{لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ} مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل'' ترجمہ: آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی)، ج2، ص410، دار الفکر بیروت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ''{وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ} وجہ اختصاصھا بہ تعالی انہ لا یعلمھا کما ھی ابتداء الا ھو'' ترجمہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی، ج4، ص73، دار اصادر، بیروت)

علمِ غیب کا ثبوت

تفسیر نیشاپوری میں ہے"(قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ) لم يقل ليس عندي خزائن الله ليعلم ان خزائن الله وهي العلم بحقائق الاشياء وما هياتها عنده صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باستجابة دعاءه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في قوله ارنا الاشياء كما هي ولكنه يكلم الناس على قدر عقولهم (ولا اَعْلَمُ الْغَيْبَ) اي لا اقول لكم هذا مع انه قال صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علمت ماكان وما سيكون اهـ مختصراً" ترجمہ: ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا: میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ما کان و ما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری)، ج7، ص112، مصطفی البابی، مصر)

الحمدللہ اس آیہ کریمہ کی "فرمادو میں غیب نہیں جانتا" ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمداللہ تعالیٰ سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ما کان و ما یکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص444 تا 450، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسائلِ علمِ غیب سے متعلق حاصل کلام:

فتاوی رضویہ میں ہے"مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں:

ایک "ضروریات دین" اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم "ضروریات عقائد اہلسنت" ان کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔

علمِ غیب کا ثبوت

سوم وہ مسائل کہ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں اُن میں کسی طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔۔۔۔

بعینہٖ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے۔اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں:

قسم اول:

(1) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے اُس کے بتائے بغیر ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(4) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(5) زید و عمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور ان کا منکر، ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر، یہ قسم اول ہوئی۔

قسمِ دوم:

(6) اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلھم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و مبتدع ہیں۔

(7) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے، یہ قسم دوم ہوئی۔

قسمِ سوم:

(8) رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

علمِ غیب کا ثبوت

(9) حضور کو بلااستثنا جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(10) جملہ مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجملہ روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام ماکان ومایکون مندرجہ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زائد کا عالم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افرادِ خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(11) حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(12) جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔

یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء وآئمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں۔۔۔ان میں مثبت ونافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہوسکتا جب کہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلہم اللہ تعالٰی کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص وکمی کی راہ چلتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، تمہید خالص الاعتقاد، ج 29، ص 413 تا 416، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)